

(۸۸)

خدا تعالیٰ کے کلام کا ہر لفظ اپنے اندر حکمت رکھتا ہے

(فرمودہ ۲۹- اکتوبر ۱۹۱۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کے بعد غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۲ بھی فرما دیا ہے لیکن ایسا کیوں کیا گیا۔ کیا صرف اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہنا کافی نہ تھا؟ پس جبکہ صرف یہی رکھا جاتا تب بھی یہ مفہوم ادا ہو سکتا تھا کہ جو انسان خدا سے یہ دعا مانگے اسے سیدھا راستہ دکھایا جائے اور گمراہی اور بد افعال سے بچایا جائے یعنی نیکیوں کی توفیق دی جائے اور بدیوں سے بچایا جائے۔ کیونکہ جب مومن ہر روز یہی دعا مانگتا ہے کہ مجھے سیدھا راستہ دکھایا جائے اور وہ راستہ بتایا جائے جو مُنْعَمٌ عَلَيْهِ لوگوں کو بتایا گیا تھا تو اس کے اس کہنے سے ہی تمام بدیوں اور ہر قسم کے گندوں اور گناہوں کے راستے کی ساتھ ہی نفی ہو جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ جب کوئی نیک شخص بد ہونے کے بعد ہی بدوں میں شامل ہو جاتا اور سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے اور نیک اسی وقت تک نیک رہتا ہے جب تک کہ یہ سیدھے راستے پر ہوتا ہے اور سیدھے راستے کیلئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھا دی ہے تو پھر غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کی کیا ضرورت تھی۔ پس بظاہر اتنا ہی کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور اسی پر دُعا ختم ہو جاتی۔

لیکن قرآن شریف خدا تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے اس میں کوئی فقرہ تو الگ رہا کوئی لفظ بھی زائد نہیں ہو سکتا اور لفظ تو بڑی بات ہے کوئی زبر زیر اور پیش بھی زائد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ہر ایک لفظ ان ہی حرکات سے استعمال ہوتا ہے جو اس کیلئے ضروری اور لازمی ہیں اور انہیں کا ہونا حکمت الہی پر مبنی ہے کیونکہ جیسے خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی تمام چیزوں میں سے کوئی چیز بھی لغو نہیں خواہ وہ کسی کو کیسی ہی ردی سے ردی اور زائد معلوم کیوں نہ دے۔ ایسی چیز پر بھی جب غور اور فکر کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ لغو اور فضول نہیں بلکہ نہایت ہی کارآمد اور مفید ہے اور اس کے کلام کا کوئی فقرہ یا کوئی حرکت کیونکر زائد اور بلا ضرورت ہو سکتی ہے۔ بہت سی چیزیں اس وقت ایسی موجود ہیں جن کو آج سے کچھ عرصہ پہلے ردی اور فضول سمجھا گیا تھا مگر اس زمانہ میں علوم کی ترقی سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ردی اور فضول نہیں بلکہ بڑے بڑے فوائد اور منافع اپنے اندر رکھتی ہیں۔ بڑی سے بڑی نجس اور ردی چیز تو انسان کا پاخانہ اور پیشاب خیال کیا جاتا تھا لیکن اسی کو اگر دیکھو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان غلہ کو کھا کر جب اس سے جو کچھ اس کیلئے مفید ہوتا ہے حاصل کر لیتا ہے اور فضلہ کو ردی بنا کر نکال دیتا ہے تو یہی ردی چیز آئندہ سال جو اس کو کھانا ہوتا ہے اس کی پرورش میں ممد اور معاون بن جاتی ہے اور کھاد بن کر ایک مفید چیز ثابت ہوتی ہے جو ہزاروں بلکہ لاکھوں روپوں کی فروخت ہوتی ہے۔ تو وہی چیز جس کو انسان نے ردی کر کے پھینک دیا تھا خدا تعالیٰ نے اسی کو اس کیلئے غلہ پیدا کرنے کا سامان بنا دیا۔ اس کے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی چیزوں مثلاً کاغذوں کے ٹکڑوں اور گھاس پھوس کے تنکوں کو ہی دیکھ لو۔ ان چیزوں کو کسی مصرف کا خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن علوم سے واقف کار لوگوں نے ان سے بھی بڑے بڑے کام لئے ہیں۔ مثلاً مختلف قسم کی گھاس جو جانوروں کے کھانے کے کام بھی نہیں آتی اور جس سے جنگل کے جنگل بھرے پڑے رہتے تھے اور جسے لوگ لغو اور فضول چیز سمجھا کرتے تھے، اس کو آج علوم نے بہت فائدہ مند ثابت کر دیا اور بتا دیا ہے کہ یہ لغو نہیں بلکہ نہایت کارآمد ہے کیونکہ اس سے کاغذ جیسی مفید چیز بننے لگی ہے۔

کیونکہ پہلے اس سے انسانوں کو کام لینے کا موقع نہ ملا تھا اس لئے انہوں نے لغو سمجھا ہوا تھا لیکن علوم نے آخر ترقی کرتے کرتے بتا دیا کہ یہ بہت مفید چیز ہے۔ پس یہی گھاس اس زمانہ میں علوم کے بڑھانے کا بہت بڑا ذریعہ ہو رہی ہے۔ پہلے زمانہ میں چونکہ کاغذ کی کثرت نہ تھی

اس لئے اس وقت کے علوم و فنون مٹ گئے کیونکہ وہ باتیں لکھی نہ گئیں۔ آج ہم مصر میں ایسے مردوں کی لاشیں دیکھتے ہیں جن کو کسی مصالحہ سے رکھا گیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کیا مصالحہ ہے اور اس کے متعلق کوئی تحریر نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں علوم کی ترقی نے رڈی چیزوں سے بھی بڑے بڑے فائدے نکال دیئے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں جن کو انسان نے لغو سمجھا تھا مثلاً انسان کے جسم میں ہی بعض ایسے اجزاء ہیں جن کو بیکار اور فضول قرار دیا گیا تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ تلی کو لغو سمجھا جاتا تھا اور اسی طرح باریک انٹریوں کے نیچے ایک چھوٹا سا ٹکڑا انٹری کا علیحدہ ہوتا ہے اس کو بیکار اور فضول سمجھا جاتا تھا۔ اور ابھی کوئی لمبا عرصہ نہیں گزرا کہ ڈاکٹروں نے فتویٰ دیا تھا کہ اگر اس میں ورم پیدا ہو جائے تو بجائے اس کا علاج کرنے کے اس کو کاٹ کر نکال دینا انسب ہے لیکن تحقیقات جدیدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ خیال غلط تھا اور یہ حصہ نہایت مفید اور ضروری حصہ جسم ہے۔ چنانچہ فرانس کے ایک ڈاکٹر نے اس کے متعلق تجربہ کر کے اسکی ضرورت کو ثابت کر دیا ہے کہ اس رودہ ۳ میں وہ سیال مادہ جمع رہتا ہے جس سے امعاء کے پردوں میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور اگر یہ سیال مادہ اس رودہ میں موجود نہ ہو تو یہ رودہ اپنے فعل کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس ڈاکٹر نے اس بات کا اس طرح تجربہ کیا ہے کہ دو درجن جوان اور تندرست بندر منگو اکران میں سے نصف بندروں کے اندر سے یہ حصہ کاٹ کر نکال دیا اور باقی بندروں کو بحال رکھ کر سب کو الگ الگ پنجروں میں بند کر دیا۔ اور سب کو برابر مقدار میں ایک ہی غذا دینے کا انتظام کیا۔ دو دن کے بعد معائنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ رودہ بریدہ بندروں کی انٹریوں کی حرکت میں کمی آ گئی ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تو نمایاں فرق پایا گیا اور ان کے قومی مضمحل ہونے لگے اور ان میں حسب عادت دوڑنے کی سکت نہ رہی۔ بال کرنے لگے، آنکھوں کی رنگت بدل گئی اور زبانوں پر جھلی چھا گئی اور اس امر میں شبہ کی کچھ گنجائش باقی نہ رہی کہ ان بندروں کی قوت باضمہ باطل ہو گئی ہے۔ باقی بندر جن کا یہ رودہ نہیں کاٹا گیا تھا بالکل تندرست اور چست رہے۔ تو اب یہ رودہ بھی لغو نہیں سمجھا جاتا بلکہ صحت کے قائم رکھنے کیلئے ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

غرضیکہ ہر ایک ایسی چیز جس کو انسان نے لغو اور فضول سمجھا ہوا تھا اسے بھی تجربوں اور علوم نے مفید اور فائدہ مند ثابت کر کے بتا دیا کہ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی کوئی چیز لغو نہیں

ہے۔ جن قوموں نے یہ سمجھا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی چیزیں بھی لغو اور فضول ہوتی ہیں انہوں نے کبھی ترقی نہیں کی۔ ترقی ہمیشہ ان ہی قوموں نے کی ہے جنہوں نے یہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی چیز بھی لغو نہیں۔ پس جس طرح خدا کی پیدا کی ہوئی ہر ایک چیز خواہ بظاہر کیسی ہی ردی اور فضول کیوں نہ معلوم دے، درحقیقت، بنی نوع انسان کیلئے فائدہ بخش اور نفع رسا ہے اور جس طرح خدا کی مخلوق کا کوئی حصہ لغو اور ردی نہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام کا حال ہے۔ اس کا نہ کوئی حکم لغو ہے اور نہ اس کا کوئی لفظ اور حرکت بلکہ ہر ایک اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے۔ جرمن کے ایک ڈاکٹر نے ہلکے کتے کے کاٹے کا علاج کرنے کے متعلق تحقیقات کی ہے وہ لکھتا ہے کہ اس تحقیقات کی طرف مجھے اس طرح توجہ ہوئی کہ میں نے مسلمانوں کی بعض کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا کہ انہیں ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال جائے تو اسے پہلے مٹی سے مانجو اور پھر پانی سے دھوؤ۔ میں نے سوچا ایک اتنا بڑا آدمی جس کو لاکھوں اور کروڑوں انسان مانتے ہیں اس کا یہ کہنا لغو نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور اپنے اندر کوئی حکمت رکھتا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ اس ڈاکٹر میں ان مسلمانوں سے حسن ظنی کا مادہ زیادہ تھا جو خدا کی بعض چیزوں اور رسول اللہ کے بعض احکام کو لغو سمجھتے ہیں) میں نے اس بات کیلئے کوشش کرنی شروع کی کہ معلوم کروں کہ آیا تمام ملکوں کی مٹیوں میں کوئی ایسا جزو بھی ہے جو سب میں یکساں ہو تو معلوم ہوا کہ ایک جزو ایسا ہے جو سب ملکوں کی مٹیوں میں مشترک پایا جاتا ہے۔ اس جزو کا میں نے جب ہلکے گٹے کے زہر پر استعمال کیا تو مفید ثابت ہوا۔ اسی طرح اس ڈاکٹر نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور احادیث سے بھی فائدہ اٹھایا ہے یہ تو رسول کریم کے اقوال کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی بات لغو اور زائد نہیں ہو سکتی۔ یہاں خدا تعالیٰ یہ دعا سکھاتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھائیے۔ اور ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام کیا نہ کہ ان کا جن پر تُو نے غضب کیا یا جو گمراہ ہو گئے۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کے الفاظ کیوں رکھے جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں ان کے رکھنے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ یہ الفاظ اس طرف متوجہ کرنے کیلئے رکھے ہیں کہ جب کوئی انسان ترقی کرنے لگتا ہے خواہ وہ ترقی روحانی ہو یا جسمانی، دینی ہو یا دنیوی تو اس کے رستہ میں ایسی

روکیں اور اس کے مقابلہ میں ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جو اسے ترقیوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور اپنے تمام زور سے اسے نیچے کھینچتے ہیں تاکہ وہ اپنے مقام سے ہٹ جائے۔

آج تک کوئی ترقی کرنے والا ایسا نہیں ہوا جس کا کوئی نہ کوئی حاسد نہ ہو بلکہ جس کسی نے بھی ترقی کی ہے اسی کے حاسد پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اسی دعا کی تشریح میں ہی دیکھ لو۔ اگلے رکوع میں خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر بتا دیا ہے کہ شیطان حسد اور عداوت کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا تھا۔ پس خواہ کسی کی روحانی ترقی ہو یا جسمانی شریر اور ناپاک رو میں اس کے مقابلہ کیلئے ضرور اٹھ کھڑی ہوتی ہیں جو اس کو اس کے اصلی مقام سے ہٹا کر مغضوب اور گمراہ بنانے کی کوشش کرتی ہیں اس لئے گو دعا کیلئے صرف **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ**۔ **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** ہی کافی تھا لیکن مومنوں کی اس طرف توجہ پھیرنے کیلئے کہ تمہارے گمراہ کرنے کیلئے تمہارے دشمن کھڑے ہو جائیں گے ان سے بچتے رہنا خدا نے **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** بھی فرمادیا تاکہ مومن کی ہر وقت اس طرف توجہ رہے۔ اور وہ خیال کرے کہ میں اپنے دشمنوں اور حاسدوں سے مامون نہیں ہوں۔ یہ جو مجھے نعمت ملی ہے اور مل رہی ہے اس کے ساتھ ہی دشمن بھی کھڑے ہو گئے ہیں ان سے مجھے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیک کام تو کرتے ہیں اور **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** کی دعا مانگتے ہیں۔ لیکن **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر ہمیں نعمت ملی ہے تو ساتھ ہی حاسد بھی پیدا ہو گئے ہیں اس لئے وہ بہت دور جا گرتے ہیں کیونکہ جو شخص زیادہ بلندی سے گرتا ہے وہ زیادہ دور ہی گرتا ہے۔

ہماری جماعت دنیا میں اس وقت سب سے آخر آنے والی جماعت ہے اس نے بہت تجربے اور مشاہدے کئے ہیں۔ اور بہت سی قوموں کے ترقی اور تزلزل کے واقعات سنے ہیں اس لئے اس کے فائدہ اٹھانے کا آسان رستہ ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ جب یہ دعا کریں کہ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ**۔ **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** تو ساتھ ہی **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** کی طرف بھی خیال رکھنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ کوئی **مَنْعَمٌ** نہیں ہوا اور کسی نے ترقی نہیں کی کہ شیطان اور شیطان کے چیلے اس کے بگاڑنے اور

گمراہ کرنے کے لئے کھڑے نہ ہو گئے ہوں۔ پس ہماری جماعت کو جہاں ایک طرف اس بات سے خوش ہونا چاہیئے کہ ہم مُنْعَمٌ علیہ گروہ میں ہیں، وہاں اس طرف بھی توجہ رکھنی چاہیئے کہ ہمارے ساتھ دشمن بھی لگے ہوئے ہیں جو ہمیں سیدھے راستہ سے ہٹا کر کہیں کا کہیں لے جانا چاہتے ہیں۔ پس ہمیں بہت ہوشیاری سے اپنے دشمن کے مقابلہ کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ روحانی دشمنوں کیلئے بھی اور جسمانی شیطانوں کیلئے تیار رہنا چاہیئے جو انسانی شکل و صورت بن کر ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

شیطان کے حملے کرنے کے کئی ایک طریق ہیں۔ کبھی تو وہ دوست بن کر حملہ آور ہوتا ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس نے کیا اور آ کر کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرنے آیا ہوں۔ خدا کے حکم کو توڑ دو تو ہمیشہ جیتے رہو گے۔ انہوں نے سمجھا یہ کوئی بڑا مخلص دوست ہے اس لئے اس کے دھوکا میں آ گئے۔ کبھی شیطان انسان کو غافل کر کے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ ایسے ہوئے ہیں جو دشمن کی دشمنی سے اس طرح تباہ و برباد نہ ہوتے جس طرح کسی بد باطن دوست کی دوستی سے ہلاک ہوئے ہیں۔ مثلاً کسی نے ان کو کہہ دیا کہ ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں تم بھی ہماری خاطر ہمارے پیچھے نماز پڑھ لو۔ تو انہوں نے اس کی خاطر نماز پڑھ لی پھر اسی طرح خاطر ہوتے ہوتے بالکل تباہ ہو گئے یعنی انہی کی طرح ہو گئے۔ لیکن یہ سب شیطان کے فریب ہیں جو وہ کئی طرح سے کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مومنوں کو اپنے فرائض بھلا دے یا کسی اور طرف لگا دے تاکہ اس طرح وہ خدا کو بھول جائیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنی توجہ اس بات کی طرف بہت رکھنی چاہیئے اور وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ دشمن سے کبھی غافل نہ ہوں پھر شیطان جیسے دشمن جس کا منشاء ہی یہی ہے کہ انسان کو بھلا کر ہلاکت کی طرف لے کر جائے پس جب تک اس کا مقابلہ پورے زور اور قوت سے نہ کیا جائے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ زور آور اور طاقت ور لوگ اس سے مقابلہ کرتے ہی رہے لیکن یہ بھی ان کی تاک میں ہی بیٹھا رہا ہے اور ان کی نسلوں در نسلوں میں جبکہ وہ غافل اور بے پرواہ ہو گئے تو یہ دھوکا دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ سے شیطان کی آخری جنگ ہوگی۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس آخری جنگ کے کچھ اور ہی معنی ہیں لیکن پھر بھی نہیں کہسا جا سکتا کہ یہ کس رنگ میں پورے ہوں گے۔ پس ہر ایک وہ شخص جو

احمدی ہوتا ہے یہ نہ سمجھے کہ اب مجھے بے فکر ہو کر پیٹی کھول دینی چاہیے بلکہ یہ سمجھے کہ پیٹی باندھنے کا تو اب ہی وقت آیا ہے کیونکہ جس دن سے وہ احمدی ہوتا ہے اسی دن سے اس کا نام فوج میں لکھا جاتا ہے اور اسی دن سے اس کی جنگ شیطان سے شروع ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے جو سلسلے ہوتے ہیں ان کے حقیقی مبلغ افراد سلسلہ ہی ہوتے ہیں اور اصلی تبلیغ بھی انہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے کیونکہ اس طرح ہر ایک فرد تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ہمارے لئے اس وقت تبلیغ کر کے کامیابی حاصل کرنے کا موقع ہے۔ پس ہر ایک احمدی سمجھ لے کہ میں مبلغ ہوں اور میرا فرض ہے کہ شیطان کا مقابلہ کروں۔ پس خواہ کوئی احمدی امیر ہو یا غریب، تاجر ہو یا نوکر ہر حالت اور ہر حیثیت میں تبلیغ کا کام کرتا رہے۔ بعض لوگوں کو اپنی بڑائی تبلیغ میں روک ہو جاتی ہے اور بعض کو اپنی غریبی اور ناداری سدّ راہ بن جاتی ہے۔ لیکن یہ سب شیطانی دھوکا ہے جو اس طرح غافل کرنا چاہتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ جو کوئی سچے دین میں داخل ہوتا ہے اس کا اخلاقی اور روحانی فرض ہے کہ اس دین کو پھیلانے اور دوسروں تک بھی پہنچانے۔ کیونکہ کفر زہر کی طرح ہے اور انسان کو ہلاک اور تباہ کر دیتا ہے۔ جس طرح ڈاکٹر کا اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ اگر کسی کو زہر خوردہ دیکھے تو اس کی جان بچانے کی کوشش کرے، اسی طرح ہر ایک مسلمان جو یہ دیکھے کہ دوسرے روحانی زہر کھا کر مرنے کے قریب ہو رہے ہیں اس کا فرض ہے کہ ان کی جان بچانے کی کوشش کرے اور ان کو تبلیغ کرے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، خواہ امیر ہو یا غریب، خواہ عالم ہو یا بے علم اس کا فرض ہے کہ صداقت کو پھیلانے اور باطل کو مٹانے۔ کسی کو یہ خیال ہرگز نہیں کرنا چاہیے کہ کوئی تنخواہ دار مبلغ آ کر تبلیغ کریں گے یا قادیان سے کوئی مولوی اور عالم ہی آ کر انہیں وعظ و نصیحت کرے گا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کوئی ایسا آدمی رکھا جائے جو اپنا سارا وقت تبلیغ میں صرف کرے ایسے آدمیوں کو کھانے پینے اور اخراجات کیلئے دینا پڑتا ہے تاکہ وہ ذریعہ معاش سے بے فکر ہو کر بکلی تبلیغ میں لگ جائیں۔ ایسے آدمیوں کے اخراجات کیلئے کچھ دینا معیوب بھی نہیں۔

رسول اللہ کے زمانہ میں بھی ایسے صحابی جو سرحدوں کی حفاظت کیلئے رہتے تھے انہیں بھی احراحت دینے جاتے تھے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کافی نہیں ہو سکتی اس لئے ہر ایک فرد

کو تبلیغ ہونا چاہیے اور ان لوگوں کو دیکھ کر جنہوں نے اپنی ساری عمریں اسی کام کیلئے صرف کر دیں سست نہیں ہونا چاہیے بلکہ چُست ہونا چاہیے کہ فلاں نے تو اپنی ساری عمر ہی اسی کام میں لگا دی مجھے جتنا وقت مل سکتا ہے اتنا ہی اس خدمت میں لگا دوں۔ پس ہر ایک احمدی اپنے اپنے رنگ میں اور اپنے حلقہ اثر میں ضرورت تبلیغ کرے اور اس کام میں لگ جائے تب جا کر کامیابی ہوگی ورنہ مشکل ہے۔ اگر ہماری ترقی کی رفتار وہی رہی جو موجودہ صورت میں ہے تو ہزار ہا سال کے بعد جا کر کامیابی ہوگی لیکن کسی قوم کی عمر اس قدر کہاں ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام دینوں پر ان کا غلبہ ہوگا پھر اس وقت کیوں کوتاہی اور کمی ہو رہی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم میں نقص اور قصور ہے۔ ہمیں اپنی حالت میں تبدیلی کرنی چاہیے اور وہ بھی تبدیلی ہے کہ ہر ایک فرد تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھے۔ ہم جب کسی کو بھوکا اور ننگا دیکھ کر اس پر رحم کھاتے اور حتی الوسع اس کی مدد کرتے ہیں تو جو لوگ دین سے بھوکے اور روحانیت سے ننگے ہیں ان کو دیکھ کر کیوں ان کی مدد نہ کریں اور یہ خیال کر لیں کہ قادیان سے ہی واعظ آ کر انہیں تبلیغ کریں گے۔ ہر ایک انسان ہر ہفتے اپنے دل میں غور کر لیا کرے کہ میں نے اتنے دنوں میں تبلیغ کیلئے کیا کوشش کی ہے۔ اگر کوئی اخلاص اور سچے دل سے خدا تعالیٰ کے دین کے پھیلانے میں کوشش کرے گا تو خدا تعالیٰ کبھی اس کی کوشش کو ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ تو رحیم ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے کام کا بدلہ دیتا ہے۔

میں نے بہت دفعہ پہلے بھی آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے اور اب بھی کرتا ہوں جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اس کام میں لگ جائیں تاکہ لوگوں کو بدیوں سے پاک کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظلّ عاطفت میں ان کو لائیں۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے سب لوگوں کو اس بات کی توفیق دے کہ جو انعام ان کو ملا ہے اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں اور تبلیغ سلسلہ میں ہر وقت کوشاں رہیں۔ آمین

(الفضل ۴۔ نومبر ۱۹۱۵ء)

۲، ۱ الفاتحة: ۶، ۷

۳ آنت۔ انتڑی

۴ مسلم کتاب الطہارۃ باب حکم ولوغ الکلب